Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۲۰۔ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ ، ۳۔ وفا ۱۳۷۰ ہش ، ۳۔ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۴۷

نماز سے باہر کے ماحول کا نماز کی لذت سے تعلق

"اگر نماز سے باہر کچھ نہیں ہے تو نماز کے اندر بھی کچھ پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے بعض لوگ جو یہ حیران ہوتے ہیں کہ ہم تو نماز میں داخل ہوئے تھے۔ لذتیں حاصل کرنے کے لئے ہمیں تو وہاں کوئی لذت نہیں ملی۔ باہر کی دنیا میں لوٹے اور پھر لذتوں میں دوبارہ کھوگئے۔ وہ بالکل درست کہتے ہیں کیونکہ باہر کی لذتوں کا خدا سے تعلق نہیں تھا اور اندر نماز خالی پڑی تھی"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جو لوگ دُنیوی معاملات اور تجارت کے کاروبار میں مصروف ہیں، وہ سب کے سب دماغ سے کام لیتے ہیں۔ ان کی دماغی قوتیں پورے طور پر نشوونما پائی ہوئی ہوتی ہیں اور ہر روز نئی نئی باتیں اپنے کاروبار کے متعلق ایجاد کرتے ہیں۔ یورپ اور نئی دنیا کو دیکھو کہ یہ لوگ کس قدر دماغی قوتوں سے کام لیتے ہیں اور کس قدر آئے دن نئی ایجادیں کرتے ہیں۔ قلب کا کام جب ہوتا ہے، جب انسان خدا کا بنتا ہے۔ اس وقت اندر کی ساری طاقتیں اور ریاستیں معدوم ہو کر قلب کی سلطنت ایک اقتدار اور قوت حاصل کرتی ہے۔ تب انسان کامل انسان کہلاتا ہے۔ یہ وہی وقت ہوتا ہے۔ جبکہ وہ ...... (النجم : ۳۰) کا مصداق ہوتا ہے اور ملائکہ تک اسے سجدہ کرتے ہیں۔ اس وقت وہ ایک نیا انسان ہوتا ہے۔ اس کی رُوح پوری لذت اور سرور سے سرشار ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷)

"ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گدازش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے، تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں۔ اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دُکھنے آجائے گی اور یوں امراضِ چشم میں مبتلا ہو جائے گا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متأثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے، لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو۔ نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۲-۲۷۳)

○ محترمہ خورشید سلمیٰ صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب چغتائی مربی سلسلہ احمدیہ دارالرحمت وسطی ربوہ مورخہ یکم جولائی ۹۱ء ساڑھے آٹھ بجے شام اچانک ہارٹ اٹیک کے باعث وفات پاگئی ہیں۔ موصوفہ کی عمر ۶۳ سال کے قریب تھی۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ مکرم چوہدری عطاالٰہی صاحب ولد مکرم حافظ محمد فضل عظیم صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ) آف بھلیسر ضلع گجرات حال گڑھی شاہو لاہور ۲۸ جون بروز ہفتہ چھ بجے شام وفات پاگئے۔ مکرم مربی صاحب دارالذکر نے ۲۸ جون کو صبح آٹھ بجے احاطہ دارالذکر میں نماز جنازہ پڑھائی اور ماڈل ٹاؤن لاہور میں تدفین ہوئی۔

احباب ان کی بلندئ درجات کیلئے دعا کریں۔

دُنیوی ساز و سامان انسان کو حقیقی عزت نہیں دے سکتا

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"اگر قیامت کا یقین پیدا ہو تو انسان کیوں گناہ اور لوگوں کی حق تلفیاں اور اکلِ مال بالباطل کرے۔ ایسے ایسے بُرے کام کر کے وہ زبانِ حال سے جتاتا ہے کہ اسے یوم الحساب کا یقین نہیں۔ اگر یقین ہو تو اس کے متعلق تیاری بھی کرے۔ اس کے بعد ایک دلیل بیان کرتا ہے کہ انسان کچھ نہ تھا۔ ہم نے اسے اپنی صفتِ ربوبیت کے ماتحت بتدریج اس حالت میں پہنچایا جو پورا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم اسے پھر اٹھائیں گے اور حسب اعمال جنت یا دوزخ میں پہنچائیں گے۔ اس کی تفصیل فرماتا ہے کہ متقیوں کو بچائیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں بھجوائیں گے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظاہری دکھلاوے کا ساز و سامان کہاں تک کسی کے کام آنے والا ہے۔ یہاں تک کہ اس دنیا میں بھی یہ چیزیں ان کو حقیقی عزت نہیں دے سکیں۔ ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ آپ کے قرآن میں نمرود۔ حضرت ابراہیمؑ کے مقابل کا ذکر ہے حالانکہ وہ کوئی شخص نہیں ہوا۔ میں نے کہا یہی تو اعجازِ قرآنی ہے کہ اس مد مقابل کا نام نہیں لیا۔ گویا بتلا دیا کہ یہ ایسا بے نشان کیا جاوے گا کہ ایک زمانہ میں اس کی ہستی سے بھی انکار کیا جائے گا۔ اس کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کو دیکھو کہ مجوسی۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان سب ہی اس کا نام عزت سے لیتے ہیں اور اس کی اولاد تمام روئے زمین پر موجود ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی پانچ بار تو چھتوں پر بآوازِ بلند پکارا جاتا ہے اور پھر کس عزت کے ساتھ۔ مگر کیا کوئی عتبہ، ربیعہ، شیبہ، ابوجہل اور پھر امام حسینؓ کے مقابل یزید کی اولاد ہونے کی طرف بھی اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ یاد رکھو آرام کی زندگی کے لئے یہ چالاکیاں یہ ساز و سامان کی حرص مفید نہیں بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔"

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۔ وفا ۱۳۷۰ ہش ۳۔ جولائی ۱۹۹۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المناک حادثہ

گذشتہ روز جو حادثہ ایک ویگن کے نہر میں گرنے سے وقوع پذیر ہوا اور جس کے نتیجہ میں ۹ قیمتی احمدی جانیں ضائع ہوگئیں اتنا المناک ہے کہ اس کا تصوّر کرکے بھی کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ ایک احمدی بہن کی نعش کو ربوہ لایا جا رہا تھا کہ ایک دوسری ویگن جس میں رشتہ دار اور جماعت کے دیگر افراد سوار تھے کے ڈرائیور سے ویگن کے بے قابو ہو جانے کی وجہ سے وہ نہر میں جا گری اور سترہ افراد جو اس میں سوار تھے، ان میں سے آٹھ تو تیر کر باہر آگئے اور باقی ڈوب گئے۔ ابھی تک سب کی لاشیں بھی نہیں ملیں۔ اس حادثہ سے ہر احمدی کا دل دکھی ہے اور سب احمدی حادثہ کے شکار تمام بھائیوں اور بہنوں کے لئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات کو بلند فرماتا رہے۔ ہمیں ــــ اور ہر احمدی کو ــــ لواحقین سے دلی ہمدردی ہے اور ہم سب ان کے لئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کا خود ہی حافظ و ناصر ہو۔

موت کا آنا تو برحق ہے لیکن موت جس طرح کسی کو آتی ہے وہ صدمہ کی شدّت کو متأثر کرتی ہے۔ یہ سب افراد انتہائی ہمدردی کے پیشِ نظر ایک نعش کو ربوہ لا رہے تھے۔ یہ ایک انتہائی نیکی کا کام ہے۔ اور اس کام کے دوران انہیں یہ حادثہ پیش آگیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا لیکن اس حادثہ نے صدمہ کی شدّت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ ہر دل زخمی ہے اور ہر دل گویا خون کے آنسو روتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی ضرور کہا جانا چاہیئے کہ ہر دل راضی برضا ہے کہ انسان کا یہی مقام ہے اور اس کا یہی فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کاموں پر راضی برضا رہے۔

ہم اپنی طرف سے اور اپنے جملہ قارئین کی طرف سے حادثہ کا شکار ہونے والوں کے لئے دست بدعا ہیں اور اسی طرح لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے ان کے لئے بھی خدا سے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں صبرِ جمیل سے نوازتے ہوئے اپنی رضا کی راہوں پر گامزن رکھے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

تم سے نہیں تو اور بھلا مَیں کس سے بات کروں
کس کے حوالے اپنے دُکھڑے کی سوغات کروں
تم تو میرے جنم جنم کے جیون ساتھی ہو
تم سے ٹوٹ کے مَیں کیوں اپنے دن کو رات کروں

ــــــــ ابوالاقبال

○

کیونکر دکھاؤں تجھ کو جو میری نظر میں ہے
تیرا جنوں ہنوز مقامِ خبر میں ہے

خواب و خیال و وہم و گماں سے پرے ہے وہ
بااِیں ہمہ وہ مرکزِ جانِ بشر میں ہے

کیسے کہوں کہ فتنۂ دوراں ہے آدمی
معصومیت کا نُور جبینِ بشر میں ہے

گو رغبتِ گناہ ہے انساں بُرا نہیں
صد بار شرمسار سجودِ سحر میں ہے

یہ شاہکار صانعِ ارض و سما کا ہے
ہر نقش سے عزیز تر اس کی نظر میں ہے

یارب کہاں ہے جادۂ ہستی کی انتہاء
یہ ساری کائنات مسلسل سفر میں ہے

اُس قافلے کی گردِ سفر کہکشاں کا نُور
وہ قافلہ رواں جو تری رہگزر میں ہے

اُس کی رمق بھی شعلۂ خورشید میں نہیں
وہ زندگی کی آگ جو رقصِ شرر میں ہے

اپنے کنار میں مجھے اُس نے بٹھا لیا
گذری جو انجمن پہ وہ اب تک نظر میں ہے

اے کاش یہ بھی صَرف ہو تصویرِ حُسن میں
یہ ایک بُوند خُون کی جو چشمِ تر میں ہے

کھولا ہے دَر کسی نے حریمِ جمال کا
خوشبو کسی کی مَوجِ نسیمِ سحَر میں ہے

کیا پُوچھتے ہو دوستو اعجازؔ کی خبر
مُدّت سے ہوش باختہ حالِ دگر میں ہے

سعید احمد اعجازؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالسمیع خان

افرادِ جماعت احمدیہ کے ایمان افروز واقعات

عبادات میں شغف

خداشناسی کا پہلا مرحلہ قیام عبادت ہے۔ اور جوں جوں انسان کو عرفان نصیب ہو اور وہ قرب الٰہی کی منازل طے کرتا جائے عبادت اس کے لئے فرض نہیں رہتی بلکہ روح کی غذا بن جاتی ہے اور وہ اس میں ویسی ہی لذت محسوس کرتا ہے جیسی مچھلی پانی میں زندگی کے گھونٹ پیتی ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی قوت قدسیہ نے عبادت گزاروں کی ایک ایسی جماعت کو جنم دیا جس نے سچی عبادت کے اول تا آخر تمام مرحلے طے کئے اور ان کی زندگی کا خلاصہ عبادات قرار پایا۔

نماز پنجگانہ۔ نماز تہجد اور ذکر الٰہی

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفیق حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو نماز باجماعت کا اس قدر خیال تھا کہ شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے آخری بیماری میں ایک دن بخار کی حالت میں بیت الذکر تشریف لائے۔ تھرمامیٹر لگایا گیا تو بخار ۱۰۵ درجہ تھا۔ (رفقائے۔ حصہ دوم ص۱۰۱)

حضرت میر ناصر نواب صاحب نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ آخری عمر میں جبکہ چلنا بھی مشکل ہو گیا تھا نماز باجماعت پڑھتے تھے اور اس میں ناغہ نہ کرتے تھے (رفقائے۔ جلد ۷، ص۱۰)

سیدنا حضرت فضل عمر نے ۱۱ برس کی عمر میں خدا سے نماز پر دوام کا وعدہ کیا اور پھر ساری زندگی اس عہد کو نبھایا۔ (ہفت روزہ الحکم ۲۸ دسمبر ۳۹ء ص۹)

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب فرماتے تھے کہ مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں باجماعت ادا نہیں کر سکا۔ وہ بھی بیت الذکر سے ایک ضروری کام کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔ (رفقائے۔ جلد ۷، ص۱۹۶)

حضرت منشی امام دین صاحب اور ان کی زوجہ محترمہ ہر جمعہ کے روز صبح گاؤں سے پیدل چل کر قادیان آتے اور جمعہ پڑھ کر پھر پیدل واپس جاتے۔ (رفقائے۔ جلد ۷، ص۱۰۳)

انہماک

حضرت مولانا شیر علی صاحب نماز میں اسطرح کھڑے ہوتے کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ حتی الامکان بیت المبارک میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے مغرب کی نماز بیت المبارک میں پڑھ کر آتے۔ کھانا کھاتے وضو کرتے اور پھر نماز کے لئے چلے جاتے۔ اس معمول میں سردی گرمی بارش بادل، آندھی کوئی چیز حائل نہ ہو سکتی تھی۔ آخری عمر میں موسم اچھا نہ ہوتا تو بیت المبارک میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد کھانا وہیں منگوا لیتے اور نماز عشاء ادا کرنے کے بعد واپس تشریف لاتے۔

(سیرت شیر علی ص۸۱)

حضرت حافظ حامد علی صاحب کے متعلق سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: میں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی ہے اور ضعف اور لاغری سے میت کی طرح ہو گیا تھا التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بے ہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا ہے۔" (رفقائے۔ جلد ۱۳ ص۱۱)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں کہ:

جب رفقاء حضرت اقدس یا امام کی اقتداء میں نماز ادا کروں اور قرأت جہری ہو رہی ہو تو بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے ہر ہر لفظ سے نور کی شعاعیں نکل کر میرے قلب پر مستولی ہو رہی ہیں اور ایک عجیب نورانی اور سرور بخش منظر ہوتا ہے

(حیات قدسی جلد ۵ ص۱۲۹)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی پابندی نماز کا ذکر کرتے ہوئے سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر 'ریاست' لکھتے ہیں آپ (مذہبی) شعار کے سختی سے پابند ہیں کبھی بھی نماز کو قضا نہیں ہونے دیتے اور اور آپ کی کوٹھی پر جب بھی نماز ہو تو نماز پڑھانے کے فرائض آپ کے ایک باورچی ادا کرتے ہیں۔ (رفقائے۔ جلد ۱۱، ص۱۲۱)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب فرماتے تھے میرا کوئی وقت ضائع نہیں جاتا۔ جب مجھے اور کوئی کام نہ ہو تو میں تسبیح و تحمید یا درود شریف میں مصروف ہو جاتا ہوں۔

(یادیں ص۶۰۷)

حضرت حاجی غلام احمد صاحب کا معمول تھا کہ صبح دو اڑھائی بجے تہجد کے لئے بیدار ہوتے۔ اکثر فجر کی نماز کے لئے ندا بلند کرتے۔ نماز کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے پھر طلبہ کو قرآن ناظرہ اور باترجمہ پڑھاتے۔ گھر آکر نماز اشراق ادا کرتے اور طالبات کو قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس کی تعلیم دیتے۔ (رفقائے۔ جلد ۱۰ ص۱۱۱)

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بھی اوائل سے نماز تہجد کے عادی تھے۔ امامت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے اپنی بے پناہ ذمہ داریوں سے فارغ ہونے کے بعد دیر گئے گھر آتے تھے اور تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد باقی وقت اپنے رب کے حضور دعاؤں میں گزارتے۔ آپ کے اس عمل میں کبھی ناغہ نہیں ہوا۔

(خالد اپریل ۸۳ء ص۱۲۶)

زندہ روایات

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جب انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے تھے تو عام طور پر پاکستانی نماز ادا کرنے سے شرماتے تھے مگر آپ سید محمود احمد صاحب کے ساتھ مل کر نماز باجماعت ادا کرتے اور اس باقاعدگی کا یہ نتیجہ نکلا کہ بعض دفعہ پروفیسر یہ کہہ کر کلاس روم خالی کر دیا کرتے تھے کہ تمہاری نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تم یہاں نماز پڑھو۔

ایک یادگار واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور خود فرماتے ہیں۔

" مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year's day (نیوایئرز ڈے) کے موقع پر پیش آیا۔ یعنی اگلے روز نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹرائفلگر سکوائر میں اکٹھے ہو کر دنیا جہان کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں، کوئی مذہبی روک نہیں، ہر قسم کی آزادی ہے اس وقت اتفاق سے وہ رات مجھے بوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے۔ اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا۔ اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا۔ میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔

کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آکر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز میں نے ابھی ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا ہے میں گھبرا گیا میں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں۔ اس لئے شاید بیچارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنے نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا:۔

God Bless You. God Bless You. God Bless You. God Bless You.

(خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے) (الفضل ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب بڑی توجہ سے اور لمبی نماز ادا کرتے کے عادی تھے اور ۱۷، ۱۸ سال کی عمر سے نماز تہجد کے لئے گھڑی میں الارم لگا کر سوتے۔ اپنی زندگی کی آخری رات جب ان سے کہا گیا کہ آپ آرام کر لیں تو آپ نے کہا پہلے نماز فجر کے لئے گھڑی میں الارم لگا دو۔

جب بیماری اور ضعف نے نماز باجماعت سے معذور کر دیا تو انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو امام بنا کر بیگم کی شمولیت کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کر لیا۔

(الفضل ۲۰، اکتوبر ۱۹۹۰ء)

سفید پرندے

انگلستان میں ایک پرانے احمدی "بلال نٹل صاحب" جب احمدیت میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے 'بلال' نام کا انتخاب کیا اور پھر حضرت بلال ہی کے تتبع میں انہوں نے نماز کی خاطر بلانے میں ایک خاص نام پیدا کیا۔

(انصار اللہ جون ۶۵ء، ص۳۶)

برطانیہ میں بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کی زندگی میں ایسا ہمہ گیر انقلاب آیا کہ انہوں نے جوئے شراب نوشی، سگریٹ نوشی وغیرہ تمام خرابیوں

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون ۔ سین

کویت میں موت کی سزائیں

کویت میں مارشل لاء کی ایک عدالت نے سات افراد کو پھانسی کی سزا سنائی ہے۔ ان میں سے چھ افراد ایسے ہیں جنہوں نے عراقی فوجوں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ایک پراپیگنڈہ اخبار جاری کیا تھا۔ اور ان چھ میں سے ایک عورت بھی ہے ۔ اعتصام الدخیل IETESSAM AL THUKIAL یہ پہلی کویتی عورت ہے جسے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے۔ ان کے علاوہ ۹ افراد اسی قسم کی سزا کے منتظر ہیں۔ ان سب پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے عراق کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے کویتی حکومت کے خلاف کارروائیاں کی تھیں۔ ساتواں آدمی جس کا نام ماجد خالد ہے جسے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے وہ رہتا تو کویت میں ہے اور اس وقت معلوم نہیں کہ کہاں ہے۔ اس کی سزا عدم موجودگی میں سنائی گئی۔ اس پر بھی یہی الزام ہے کہ اس نے عراقیوں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے کویت کو نقصان پہنچایا ہے۔ جونہی یہ سزائیں سنائی گئیں۔ سزا یافتہ اور ان کے خاندانوں کے افراد نے خاصا شور مچانا شروع کر دیا۔ چنانچہ انہیں پوری طرح مسلح فوجیوں نے عدالت کے کمرہ سے نکال باہر کیا۔ اس مقدمے کے جج محمد ابن ناجی تھے۔ جنہوں نے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی۔ اور کہا کہ جن لوگوں کو میں اب سزائے موت سنانے والا ہوں انہوں نے کویت کا اس کی ضرورت کے موقعہ پر ساتھ نہیں دیا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کی انہیں سزا ملنی چاہیئے۔ تقریباً بیس فوجیوں نے ملزمین کا گھیرا کیا ہوا تھا۔ اور ان میں سے بعض اپنی بندوقوں کا منہ انکی طرف کئے ہوئے تھے۔ ملزمین اور ان کے ساتھی جتنا زیادہ شور مچاتے تھے۔ اتنا ہی زیادہ فوجی غصے میں آکر ان کی طرف اپنی بندوقیں تانتے تھے۔

ایک جرنلسٹ عبدالرحمان الحسینی جو فلسطینی ہے لیکن جس کے پاس اردن کا پاسپورٹ ہے اس کی بیوی نے پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے یہ کہا کہ یہ سزا بہت سخت ہے۔ حالانکہ میرے خاوند نے کوئی غلطی نہیں کی۔ الحسینی نے عدالت میں کیس سنے جانے کے وقت کہا تھا کہ اسے اعصابی تکلیف ہے اور اس لئے وہ عراقیوں کا کھل کر مقابلہ نہ کر سکا۔ یعنی اس نے ان کی وہ باتیں مان لیں جو اسے نہیں ماننی چاہئیں تھیں۔ اس نے انتہائی کوشش کی تھی کہ وہ سیاسی امور کے متعلق کچھ نہ لکھے بلکہ اس نے اس قسم کے مضمون لکھنے شروع کر دیئے تھے۔ کہ عورتوں کو اپنے بچوں کی کس طرح تربیت کرنی چاہیئے۔

کہتے ہیں کہ تقریباً ۴۵۰ افراد ایسے ہیں جن پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ ان میں سے اکثریت فلسطینیوں اور عراقیوں کی ہے۔ جنہوں نے عراقی فوجیوں کے ساتھ مل کر کویت کو نقصان پہنچایا۔

مارشل لاء اب عنقریب ختم ہونے والا ہے اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے پہلے پہلے ان مقدمات کے فیصلے سنا دیئے جائیں گے۔ ان کو کسی صورت میں بھی اپیل کی اجازت نہیں۔ لیکن حکومت نے از خود تین ججوں کا ایک پینل مقرر کر دیا ہے جو ان سزاؤں پر نظر ثانی کرے گا۔

ایران کا نیوکلیئر پروگرام

گذشتہ روز ایران کے نائب صدر حسن حبیبی نے اس بات کو مسترد کر دیا کہ ایران نیوکلیئر اسلحہ تیار کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا نیوکلیئر پروگرام امن کے فروغ کے لئے ہے۔ حبیبی نے کہا کہ ایران کا واضح عمل امن کے فروغ کے لئے ہے ہم اٹامک انرجی کو زراعت اور ادویہ سازی کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک ایران کے نیوکلیئر پروگرام کا تعلق ہے یہ ایک چھوٹے تحقیقاتی ری ایکٹر پر مشتمل ہے جو تہران یونیورسٹی کے ایک تحقیقاتی مرکز میں جاری ہے۔ یہ مرکز اصفہان میں ہے۔ یہ بات انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کے نمائندہ نے دیانا میں بتائی ہے۔ بوشہر میں جو پلانٹ ہے اس پر ۱۹۷۹ء میں اسلامی انقلاب کے بعد کام بند کر دیا گیا تھا۔ آٹھ سالہ جنگ اور اسلامی انقلاب نے اس کام کو دوبارہ جاری نہیں ہونے دیا۔ لیکن اب جنگ کے بعد سے یونیورسٹی میں ۱۹۸۸ء سے ایرانیوں نے اپنی ترجیحات پھر تبدیل کر لی ہیں اور اس طرح اپنے نیوکلیئر پروگرام کو امن کے حصول کے لئے جاری کر دیا ہے۔

نیشنل میموریل

بتایا گیا ہے کہ والٹن کے مقام پر ایک نیشنل میموریل تعمیر کیا جائے گا۔ اس کی بنیاد ۱۴ اگست کو رکھی جائے گی۔ اس بات کا فیصلہ نیشنل میموریل کمیٹی کی میٹنگ منعقدہ منگل ۱۱ جون میں کیا گیا جس کی صدارت پنجاب کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے کی۔ اس اجلاس میں اراکین کو بتایا گیا کہ وفاقی حکومت نے اس سکیم کے لئے تمام اخراجات کا نصف ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ باقی نصف چاروں صوبوں سے اکٹھا کیا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ نے یہ بھی اعلان کیا کہ پنجاب کی حکومت اس تعمیر کے لئے پانچ کروڑ روپیہ اپنے بجٹ سے ادا کرے گی۔ اس اجلاس میں دو کمیٹیوں کی تشکیل دی گئی۔ ایک کمیٹی اس نیشنل میموریل کا نام تجویز کرے گی اور دوسری اس کی عمارت کا ڈیزائن۔ جس کمیٹی کے سپرد نام کا انتخاب کیا گیا ہے اس میں ڈاکٹر صفدر محمود (کنوینر) مسٹر مختار مسعود، مرزا محمد منور، ڈاکٹر منیر الدین چغتائی، ڈاکٹر محمد عارف اور مسٹر عبدالعزیز شامل ہیں اسے ایک ہفتے کی مہلت دی گئی ہے تاکہ یہ نام پر غور کر کے تجویز پیش کرے۔

دوسری کمیٹی جو اس عمارت کا ڈیزائن منتخب کرے گی اور اپنی سفارشات کے ساتھ اسے ۱۵ جولائی تک پیش کرے گی۔ اس کے صدر مسٹر مختار مسعود، مسٹر طارق محمود جنرل سیکرٹری ہوں گے دیگر اراکین میں مسٹر مجید نظامی، ڈاکٹر صفدر محمود، پروفیسر مرزا محمد منور اور ڈاکٹر منیر الدین چغتائی ہوں گے۔

محنت مزدوری کے قوانین

آئی۔ ایل۔ او۔ یعنی انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن نے جنیوا میں اپنی ۷۸ ویں سالانہ کانفرنس کے موقع پر جو رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس میں دیگر ممالک کے ساتھ پاکستان کا بھی ذکر تھا۔ اور پاکستان کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس نے کنونشن پر دستخط کرنے کے بعد سے اب تک اپنے قوانین آئی۔ ایل۔ او کے مطابق نہیں بنائے۔ یعنی ایسے قوانین جن سے لوگوں کو ملنے جلنے اور مل جل کر کام کرنے کی آزادی حاصل ہوتی ہو۔ جس میں اجتماعی سودہ بازی کی جا سکتی ہو۔ جس میں ہڑتال کا حق دیا گیا ہو۔ جس میں جبری محنت کے خلاف قانون بنایا گیا ہو۔ جس میں بچوں اور عورتوں سے کام لینے کے قانون بنائے گئے ہوں۔ آئی۔ ایل۔ او کی کنونشن کے مطابق ۲۹، ۸۷، ۹۷، ۱۰۵ اور ۱۱۱ شقوں کے مطابق یہ قانون بنائے جانے چاہئیں تھے۔ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز کے سیکرٹری جنرل مسٹر خورشید احمد کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق جو اس وقت کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں۔ آئی۔ ایل۔ او نے پاکستان کی حکومت سے کہا ہے کہ وہ اپنے محنت کے قانون میں تبدیلی لائے خاص طور پر صنعتی تعلقات آرڈیننس کے مطابق جو ۱۹۶۹ء میں آئی۔ آر۔ او میں پاس کیا گیا۔ محنت مزدوری سے تعلق رکھنے والے مقدمات کو جلدی نپٹایا جائے اور ایسا سارے ملک میں کیا جائے۔ حکومت کے نمائندوں نے جو آئی۔ ایل۔ او میں حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں تحریری طور پر اس بات کا یقین دلایا ہے کہ ان معاملات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قوانین میں تبدیلی کی جائے گی۔

گردوں کا علاج

گذشتہ روز شادمان چوک میں چینی ماہرین کے تعاون سے ایک چائنا کڈنی کیور سنٹر کا افتتاح کیا گیا ہے۔ اس سنٹر میں جدید ترین طریقوں سے گردوں کا علاج کیا جائے گا۔ تازہ تازہ اوزار مہیا کئے جائیں گے۔ اور زیادہ سے زیادہ تجربہ شدہ دوائیاں استعمال کی جائیں گی۔ پنجاب کے گورنر نے اس افتتاح کے موقع پر کہا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ان آسانیوں سے فائدہ اٹھائیں۔ آخر یہ ساری باتیں انہی کے لئے کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ انسان دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے تا وہ دکھی انسانیت کی مدد کرے۔ بغیر قیمت کے دوا اور علاج کرنا انسان کی خدمت کا بہترین طریق ہے۔ انہوں نے کہا کہ چینی ماہرین کو داد دینی چاہیئے کہ وہ گردوں کے علاج کے لئے اس مرکز میں موجود رہیں گے۔ اس مرکز میں سارے کے سارے اوزار چین کے فراہم کردہ ہیں۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت نے اس بات کی طرف توجہ دی ہے کہ شہری ضروریات میں جن چیزوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے خاص طور پر صحت، وہ عوام الناس کو فراہم کی جائیں۔ انہوں نے اس بات کی توقع ظاہر کی کہ یہ مرکز دوائیں اور

باقی ص پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو ـــــــ یوسف سہیل شوق

مولانا محمدؐ احمد صاحب جلیل کا تحصیل علم کا

ایک دلچسپ دَور

محترم مولانا محمد احمد صاحب جلیل مفتی سلسلہ نے نوجوانی میں اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد بعض غیر از جماعت علماء سے بھی تحصیلِ علم کے لئے رابطہ قائم کیا۔ اس دوران کی ایک دلچسپ داستان ہے۔ اس ضمن میں مولانا جلیل صاحب سے جو انٹرویو کیا گیا وہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

(ادارہ)

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کی تحریک پر یہ طے کیا گیا کہ مختلف غیر از جماعت چوٹی کے علماء کرام سے تحصیل علم کے لئے احمدی علماء کو بھجوایا جائے۔ چنانچہ خود ملک سیف الرحمٰن صاحب، مولانا غلام باری سیف صاحب، مولانا حکیم خورشید احمد صاحب اور مولانا محمد احمد جلیل صاحب بھی اس مہم پر روانہ ہوئے۔

تحصیل علم کا دلچسپ دور

مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل نے بتایا کہ وہ اور محترم مرزا منور احمد صاحب (سابق مربی امریکہ) تحصیل علم کیلئے دیوبند پہنچے۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی جو برصغیر کے پائے کے عالم دین تھے ان سے ملاقات کی۔ وہ جوڑوں کے درد کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ ان سے علم حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا انہوں نے آمادگی ظاہر کی اور خوشی بھی ظاہر کی۔

مولانا شبیر احمد عثمانی ان دنوں کسی اختلاف کی وجہ سے دیوبند سے علیحدہ ہو چکے تھے ان کے ساتھ ایک اور بڑے عالم مفتی محمد شفیع صاحب بھی تھے۔ دیوبند سے علیحدگی کے باوجود ان کے پاس شاگرد آتے تھے۔ لیکن عام شاگردوں کا دستور یہ تھا کہ ان کی رہائش وغیرہ کا انتظام بھی عموماً پڑھانے والوں کو کرنا پڑتا تھا۔ جبکہ مولانا جلیل صاحب جب ان کے پاس گئے تو حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کی ہدایت پر ان علماء کے لئے تحفے تحائف لے گئے جس کا دونوں علماء پر بہت اچھا اثر پڑا۔

مولانا جلیل صاحب نے بتایا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی بڑے معقول سنجیدہ اور بڑے مخیر آدمی تھے۔ ان کے پاس ہمیشہ مہمانوں کی آمد و رفت جاری رہتی۔ جب ان کو پتہ چلا کہ ان کے نئے شاگرد کہیں اپنے انتظام کے تحت ٹھہرے ہوئے ہیں تو انہوں نے اصرار کیا کہ ہمارے پاس آکر قیام کریں۔ اور انہوں نے کہا کہ میں ابھی بیمار ہوں صحت ہو جائے تو پڑھائی شروع کر دوں گا۔

مولانا جلیل صاحب نے ایک دلچسپ بات بڑی سادگی سے بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کے پاس رہ کر مجھے ایک خوف دامنگیر ہو گیا کہ دن رات ہر وقت غیر از جماعت لوگوں کی صحبت میں رہ کر کہیں میرا ایمان نہ خراب ہو جائے۔

دراصل ایک دفعہ دوران گفتگو مدرسہ دیوبند کے ایک مولوی صاحب سے برسبیل تذکرہ مولانا جلیل صاحب نے پوچھا کہ کیا احمدی بھی کبھی آپ کے مدرسہ میں علم حاصل کرنے آئے ہیں؟۔ وہ بولے کہ ہاں کبھی کبھار آتے ہیں مگر پھر ہمارے ساتھ ہی مل جاتے ہیں۔ اس بات نے ان کی تشویش کو بڑھا دیا۔ مولانا جلیل صاحب نے بتایا کہ میں بچپن سے قادیان میں پلا بڑھا۔ گہرا دینی ماحول تھا۔ یہاں سرتاپا غیر ماحول۔

مولانا شبیر عثمانی صاحب کے پاس جو لوگ آتے تھے ان کے درمیان سیاسی گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی۔ مسلم لیگ کا ذکر آتا۔ پھر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان کا ذکر آتا۔ اس کے ساتھ احمدیت کا ذکر آجاتا۔ اکثر اوقات آنے والے لوگ بے ادبی سے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کا ذکر کرتے۔ اور مجھے مجبوراً خاموش رہنا پڑتا۔ مولانا جلیل صاحب نے سوچا یہ کوئی زندگی نہیں۔ کئی دن کی کشمکش کے بعد آخر دل میں یہ ٹھان لی کہ جاہل رہنا منظور ہے لیکن ایمان کو خطرہ میں نہیں ڈالوں گا۔ دل میں یہ فیصلہ کیا کہ پڑھائی شروع ہونے سے قبل احمدیت کا اظہار لازمی کروں گا۔ اگر پھر بھی پڑھانے پر تیار ہوئے تو پڑھوں گا ورنہ نہیں۔

بہر حال مولانا شبیر احمد عثمانی کی بیماری کا سلسلہ جاری تھا۔ دلی کے ایک ڈاکٹر سے جو احمدی تھے ان سے علاج میں مشورہ کیا۔ ان سے مولانا عثمانی بڑے خوش تھے۔ ایک دن مولانا شبیر احمد عثمانی کے ایک عزیز جن کا نام غالباً مولوی عیسیٰ تھا پوچھنے لگے کہ مرزائے قادیان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ مولانا جلیل صاحب نے براہِ راست جواب دینے کی بجائے حضرت بانی سلسلہ کے چند عربی فارسی اور اردو اشعار در مدح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سنائے اور ان مولوی صاحب سے پوچھا کہ اس کلام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ بے اختیار بول اٹھے "یہ تو کسی عاشق رسولؐ کا کلام ہے۔ میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا"۔ مولانا جلیل بولے کہ یہ مرزا صاحب کا کلام ہے قرآن کہتا ہے کہ ایک انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہو سکتے۔ اس پر وہ چپ ہو گئے۔

ان دنوں جلسہ سالانہ کے ایام آ گئے۔ مولانا جلیل صاحب نے اجازت لی کہ چند دن کے لئے "وطن" ہو آؤں۔ دس دن کی اجازت لی۔ قادیان گئے۔ جلسہ سالانہ کے بعد واپس آئے تو مولانا شبیر احمد عثمانی پوچھنے لگے۔ کہاں کہاں گئے؟ مولانا جلیل صاحب نے صاف بتا دیا قادیان گیا تھا۔ وہاں ہمارا جلسہ سالانہ تھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب خاموش ہو گئے۔ اب مولانا جلیل صاحب کو بڑی گھبراہٹ ہوئی۔ حضرت فضل عمر کی جواب طلبی کے خیال سے، کہ اظہار میں جلد بازی کیوں کی پریشانی ہوئی۔ آخر خاموشی توڑنے کے لئے ہمت کر کے مولانا شبیر عثمانی صاحب سے بالواسطہ رنگ میں پوچھا۔ کہ جب تک پڑھائی شروع نہیں ہوتی اسماء الرجال کی کوئی کتاب بتا دیں تاکہ مطالعہ کرتا رہوں مولانا شبیر عثمانی بولے جب پڑھائی شروع کریں گے تو سب کچھ بتائیں گے۔

اس جواب سے یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ احمدیت کا معلوم ہو جانے کے باوجود مولانا شبیر احمد عثمانی پڑھانے سے انکاری نہیں ہیں۔ اس سے دل کو بے حد خوشی ہوئی یوں لگا جیسے کوئی قلعہ فتح کر لیا ہو۔ سر پر سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا۔

اب یہ طے ہوا کہ پہلے مفتی محمد شفیع صاحب سے پڑھائی شروع کر دی جائے بعد میں آرام آنے پر مولانا عثمانی صاحب سے۔ ان سے اگلے دن بات شروع کی تو معلوم ہوا کہ ان کو علم ہو چکا ہے لہٰذا انہوں نے نہایت صاف صاف طور پر انکار کر دیا کہ چونکہ آپ احمدی ہیں اس لئے آپ کو پڑھانا وقت کا ضیاع ہے۔ ان سے تھوڑی سی رد و کد کی مگر بے کار ثابت ہوئی۔

اگلے دن صبح پیغام آیا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی یاد فرما رہے ہیں انہوں نے اس طرح بات شروع کی کہ میں آپ سے بات کرتے ہوئے محجوب ہوں۔ آپ شریف آدمی ہیں۔ آپ نے میری خدمت بھی کی ہے۔ مگر میرے لئے آپ کو پڑھانا مشکل ہے۔ آپ قادیانی ہیں۔ لوگوں کو مدرسہ دیوبند سے عقیدت ہے۔ میں سال کا بیشتر حصہ باہر رہتا ہوں تاکہ میری موجودگی مدرسہ کے مہتممین کے لئے باعث پریشانی نہ ہو۔ اب اگر لوگوں کو پتہ چل گیا کہ میں ایک احمدی کو پڑھا رہا ہوں تو میرے لئے اس شہر میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اس کے بعد مختصر سی گفتگو ہوئی۔ اور اگلے دن میں سامان اٹھا کر واپس قادیان آ گیا۔

دیوبند سے واپسی پر لاہور کے حافظ مہر محمد صاحب، اچھرہ اورینٹل کالج کے لیکچرار، مولانا میرک شاہ اور مولانا محمد مسلم دیوبندی سے کچھ عرصہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ میرے ہمراہ جن دیگر احباب نے یہ تعلیم حاصل کی ان میں حکیم مولوی خورشید احمد صاحب، مولانا غلام باری سیف صاحب اور مولانا محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری شامل تھے۔

مولانا جلیل صاحب نے بتایا کہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی سے ایک اور ملاقات ۱۹۴۷ء کے غالباً اپریل میں ہوئی اسلامیہ کالج لاہور میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے خطبہ صدارت پڑھا مولانا کا قیام قلعہ گوجر سنگھ میں تھا جلسہ سے واپس آئے تو میں ان سے ملا ایک خط ان کے نام لے گیا تھا کہ آپ کی شرافت سے امید ہے کہ آپ مجھے شرف تلمذ سے مشرف فرمائیں گے۔ جاتے ہی خط ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ خط پڑھا پھر فرمانے لگے یہ جھگڑے جب ختم ہو جائیں گے تو میں حیدرآباد چلا جاؤں گا وہاں جانے کے لئے ان کو نظام حیدرآباد کی طرف سے بلاوا آیا تھا۔ فرمانے لگے وہاں جا کر پڑھانے میں کوئی روک نہ ہوگی۔ ان کی طبیعت خراب تھی کہنے لگے اجازت دیں تو میں پلنگ پر لیٹ جاؤں۔ پھر کہنے لگے میں بیمار ہوں۔ یہاں مرغن غذائیں کھا کھا کر تکلیف ہو گئی ہے۔ ہومیوپیتھک کی دوائی پیتا ہوں وہ گھر بھول آیا ہوں۔ مولانا جلیل صاحب نے فوراً کہا کہ دوا بتائیں میں ابھی لا دیتا ہوں چنانچہ اسی وقت بازار سے جا کر دوائی لا دی۔

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگاں

مرزا عبداللطیف سرائے عالمگیر

محترم حکیم سیّد عبدالہادی صاحب مونگھیر (بہار)

اخبار الفضل میں سیّد شمس الحق صاحب کی شخصیت کے متعلق جناب میر غلام احمد نسیم صاحب کے تاثرات شائع ہوئے جو ۱۸؍اپریل ۱۹۹۰ء کو فوت ہوئے تھے۔ دس سال قبل ان کے والد ماجد کا انتقال ہؤا تھا۔ خاکسار ان کے والد صاحب کی سیرت کے ایسے گوشے بے نقاب کرنا چاہتا ہے جو ابھی تک احبابِ جماعت کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ حکیم سیّد عبدالہادی صاحب کی فیملی نے سلسلہ کی بہت سی خدمات انجام دی ہیں۔ گذشتہ چند سال پہلے ان کے بیٹے اکمل الحق پر سکھر میں قاتلانہ حملہ ہؤا جس میں وہ جاں بحق ہو گئے اور سیّد شمس الحق ان کے دوسرے بیٹے تھے جنہوں نے سلسلہ کی خدمت میں جان دے دی۔ اب ان کے ایک بھائی نجم الحق اور غالباً تین بہنیں حیات ہوں گی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اکمل الحق کی وفات پر اس خاندان کی خدمات کا ذکر فرمایا تھا۔

خاکسار کا اس خاندان سے بہت گہرا تعلق رہا ہے اور حکیم سیّد عبدالہادی صاحب کی زندگی کے متعلق جو معلومات خاکسار کے پاس ہیں وہ سلسلہ عالیہ کی تاریخ کے لحاظ سے امانت ہیں، جسے نئی نسل تک پہنچانا فرض ہے۔ خاکسار اس احساس کے تحت حکیم صاحب کی سیرت کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔

حکیم سیّد عبدالہادی صاحب بہار کے شہر مونگھیر کے رہنے والے تھے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ہی احمدیت قبول کی انہوں نے اپنے وطن میں روایتی دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ عربی فارسی کے علاوہ حکمت کی تعلیم حاصل کی۔ وطن میں ان کا ذریعہ معاش حکمت ہی رہا۔ خاکسار نے اپنے بچپن کے دور میں انہیں تقسیم ملک سے پہلے قادیان میں دیکھا۔ میانہ قد، نیلی آنکھیں صاف رنگ، بال سفیدی مائل نیلگوں اور جسم نہ موٹا اور نہ دُبلا۔ سر پر ترکی ٹوپی جسم پر شیروانی اور پاجامہ کے ساتھ براؤن رنگ کے بوٹ۔ وہ اچھے خاصے وجیہہ اور سمارٹ لگتے تھے۔ اردو سپیکنگ تھے۔ لب ولہجہ میں اردو کے اعراب اور تلفظ کا خاص خیال رکھتے تھے۔ انگریزی پر بھی خاصا عبور تھا۔ تاریخ یورپ تاریخ اسلام کا خصوصی مطالعہ کیا ہؤا تھا۔ بہاری کلچر کا اظہار ان کے رہن سہن سے ہوتا تھا گھر پر بنگالی انداز کی دھوتی، بنیان اور کُرتہ پہنتے تھے۔ ہلکی چھوٹی داڑھی رکھتے تھے۔ باوجود بڑھاپے کے نوجوانوں کی طرح چست وچالاک اور صحت مند تھے۔

تقسیمِ ملک پر ہمارے خاندان نے ان کے ساتھ ہی ہجرت کی۔ رتن باغ میں میرے والد مرزا محمد شریف صاحب اور حکیم سیّد عبدالہادی صاحب کو ملک عمر علی صاحب کھوکھر لے جنہوں نے انہیں ملتان میں اپنے علاقہ میں آباد کاری کی ترغیب دی۔ ملک عمر علی صاحب کھوکھر ملتان کے علاقہ کے بہت بڑے رئیس تھے۔ ان کی زمینیں سکندر آباد کے ایک قصبے کے قریب دو میل کے فاصلے پر واقع تھیں اور بستی گجھڑ والا کے ساتھ انہوں نے اپنا بنگلہ اور کارکنانِ زمین کے رہائشی کوارٹر تعمیر کر رکھے تھے۔ اس میں ایک بیت بھی تھی جس کے لئے انہوں نے ایک امام بیت بھی رکھا ہؤا تھا۔ ملک عمر علی صاحب کھوکھر اکثر علاقہ کے معززین کو یہاں بلا کر دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے خاکسار نے ایک مرتبہ یہاں محمد شفیع اسلم کو میجک لینٹرن کے ساتھ لیکچر دیتے دیکھا تھا۔

خاکسار کے والد صاحب اور حکیم سیّد عبدالہادی صاحب لاہور سے سیدھے بنگلہ گجھڑ والا پہنچے اور یہاں چند دن قیام کرنے کے بعد سکندر آباد کے قصبے میں گئے۔ یہ قصبہ شجاع آباد سے ۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور آموں کے باغات کی وجہ سے بہت مشہور ہے کہ کسی سلمان نواب نے آباد کیا تھا۔ تقسیم سے پہلے اس کی زیادہ آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی۔ تقسیم ملک کے بعد مکانات خالی پڑے تھے۔ ملک عمر علی صاحب نے دو مکانات یہاں سیّد عبدالہادی صاحب اور خاکسار کے والد صاحب کو دلوائے یہ دونوں مکان بالکل متصل تھے اس کے علاوہ چھ اور احمدی خاندان بھی یہاں ہجرت کر کے آباد ہوئے اور اس کے بعد یہاں جھنگ اور حصار کے علاقہ کے مکین وارد ہوئے۔

آٹھ سال تک سیّد عبدالہادی صاحب اور ہمارا خاندان اسی جگہ مقیم رہا۔ میں نے اپنے بچپن سے لڑکپن تک کا ایک لمبا عرصہ سیّد عبدالہادی صاحب کی قربت میں گزرا۔ ان کے تین صاحبزادگان کو بھی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ سیّد عبدالہادی صاحب کا خاندان ایک مثالی احمدی گھرانہ تھا۔ سیّد عبدالہادی صاحب اپنی احمدیت کا اظہار برملا کرتے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی۔ ملتان میں گولی چلی جس میں کچھ لوگ جاں بحق ہو گئے۔ اس وقت پورے علاقہ میں احمدیوں کی جانیں خطرے میں تھیں۔ سیّد عبدالہادی صاحب نہایت بے باکی اور بے خوفی سے دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ قادیان میں بھی دیکھا گیا کہ اپنی چھتری پر سیّد عبدالہادی بہاری احمدی کے الفاظ پینٹ کروا رکھے تھے۔ اور سکندر آباد میں بھی اپنا تعارف کرواتے ہوئے اپنے احمدی ہونے کا جگہ جگہ اعلان کرتے تھے۔ سکندر آباد کے احمدی سارے کے سارے مہاجر تھے۔ اور مقامی آبادی خصوصاً رہتک کی مہاجر اکثریت کے شدید دباؤ کا شکار تھے عبدالہادی صاحب مقامی جماعت کے صدر تھے۔ اس لئے وہ ہر گھر میں جاتے تھے اور احباب جماعت کا حوصلہ بلند رکھتے تھے۔ خاکسار اس زمانہ میں پرائمری کا طالب علم تھا۔ قرآن کی تعلیم سیّد عبدالہادی صاحب کے گھر میں حاصل کر چکا تھا۔ سیّد عبدالہادی صاحب کا گھر مرکزِ نماز بھی تھا۔ صبح و شام کی نمازوں میں ان کے گھر حاضری دیا کرتا جہاں وہ خاکسار کی تعلیم و تربیت کیا کرتے۔ عیدین اور جمعہ کی نمازیں بھی ان کے گھر میں ادا کی جاتی تھیں۔ شروع میں کچھ عرصہ عیدین کی نماز بنگلہ گجھڑ والا میں بھی ادا کی جاتی رہیں۔ حکیم صاحب ہی امامت کروایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں سیّد شمس الحق صاحب جامعۃ المبشرین کے طالب علم تھے۔ موسم گرما کی چھٹیوں میں گھر آتے تو وہی امام الصلوٰۃ ہوتے اور جمعہ کی نمازیں بھی پڑھایا کرتے۔ سیّد شمس الحق صاحب سادہ عادات کے مالک تھے۔ اگرچہ بہت کم گو تھے لیکن خاکسار کے ساتھ خوب گھل مل کر رہتے لیکن کبھی ہنسی مذاق میں بھی انہوں نے وقار کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ انہیں فقہ پر عبور تھا یہی وجہ ہے وہ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب کے ساتھ معاون مفتی کے عہدے پر سرفراز رہے۔ سادگی، فقر، درویشی اور استقلالِ طبیعت کی عادات ان کو والد صاحب سے ورثہ میں ملی تھیں۔

خاکسار ۱۹۵۵ء تک سیّد عبدالہادی صاحب کی صحبت سے فیض حاصل کرتا رہا خاکسار نے ہر لحاظ سے انہیں ایک اعلیٰ درجہ کا روحانی انسان پایا۔ خاکسار نے بڑی باریک بینی کے ساتھ ان کے اخلاق و اطوار کا مطالعہ کیا اور علیٰ وجہ البصیرت انہیں ایک باخدا انسان پایا۔

۱۹۴۷ء کے بعد سیّد عبدالہادی صاحب نے قصبہ سکندر آباد کے مین بازار میں حکمت کی دوکان کھولی۔ لیکن مخالفین نے دوکان لوٹ لی۔ اتنا سرمایہ نہ تھا کہ دوبارہ وہ کاروبار شروع کر سکتے۔ چنانچہ دوکان پر مستقل تالہ لگ گیا۔ تب آپ نے ملک عمر علی صاحب کے مشورے کے مطابق ان کے بنگلے پر بچوں کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ جس میں انہیں نہایت قلیل مشاہرہ ملتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد ایک بیٹے اکمل الحق مرکز سلسلہ کے کسی دفتر میں ملازم ہو گئے۔ لیکن پھر بھی آمدنی اتنی قلیل تھی کہ اس میں گذارا کرنا مشکل تھا لیکن حکیم صاحب کی زوجہ محترمہ نہایت سلیقہ شعار تھیں۔ سارا گھر ہی توکّل علی اللہ تھا۔ توکل علی اللہ کا دامن تھامے رہا اور اس میں بھی اپنی سفید پوشی اور آن بان کو قائم رکھا۔ بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ سارے بچے تقویٰ اور سادگی کی تصویر تھے۔ اوّل درجے کے محنتی تعلیم میں دلچسپی لینے والے اور فرض شناس اتنے کہ اپنے والدین کے اشاروں پر کام کرتے تھے۔

ہمارے خاندان نے سیّد عبدالہادی صاحب کی تربیت اور ان کے خاندان کے نمونے سے گہرا اثر قبول کیا۔ اُٹھتے بیٹھتے وہ احمدیت کی حقانیت مجھ پر واضح کرتے رہتے تھے۔ اس سنگت نے ہمارے دلوں میں احمدیت راسخ کر دی۔

خاکسار حکیم صاحب کا پڑوسی تھا۔ ان کا صحن ہمارے بالا خانے سے نیچا تھا۔ ہمارے بالا خانے کے ساتھ حکیم صاحب کے مکان کا بالا خانہ ملا ہؤا تھا۔ دیوار کے ساتھ متصل بالائی صحن اور کمرے میں حکیم صاحب نماز ادا کیا کرتے تھے۔ سارے بچے یہیں نمازیں پڑھتے تھے۔ ان کے طرزِ عمل سے ہمیں باجماعت نمازیں پڑھنے کا شوق پیدا ہؤا۔ رات کو خاکسار نے بارہا دیکھا کہ وہ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ دن کے اکثر حصّوں میں ان کی تلاوتِ قرآن کی آواز ہمارے کانوں میں پڑتی تھی۔ میری والدہ حکیم صاحب کو صدقِ دل سے ولی اللہ مانتی تھیں اور اس میں کیا شک ہے کہ حکیم صاحب ایک ولی اللہ تھے۔ لیکن وہ اپنے کشوف اور رؤیا کا ذکر کم کیا کرتے تھے۔

حکیم صاحب ایک اچھے شاعر بھی تھے قصبے کی غیراز جماعت آبادی انہیں ایک راسخ العقیدہ احمدی کے طور پر جانتی تھی لیکن وہ ان کی علمی وجاہت اور تقویٰ سے بے حد مرعوب تھے۔ جب کبھی حکام بالا دورے پر آتے تو معززینِ شہر جو استقبالیہ کمیٹی ترتیب دیا کرتے اس میں سیّد عبدالہادی صاحب کو رکن بنانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ اور وہ اکثر ایسی تقاریب میں اپنی شاعری سے سامعین کو مسحور کر دیتے تھے۔

خاکسار شام اور صبح کا وقت ان کے ساتھ سیر کے لئے جایا کرتا تھا۔ وہ آموں کے باغ والی سڑک پر لمبی چھکڑ تک جاتے اور پھر واپس آتے جو ایک میل کا فاصلہ تھا۔ راستے میں وہ احمدیت کے مسائل بیان کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے خاکسار کو احمدیت کی تاریخ بتائی۔

۱۹۵۴ء کو والد صاحب نے خاکسار کو سید عبدالہادی صاحب کے ہمراہ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے بھیجا۔ حکیم صاحب نے میرا بہت خیال رکھا۔ ملک عمر علی صاحب کی کوٹھی پر قیام کیا۔ اس وقت بیشتر کچی عمارتیں تھیں۔ یہاں ملک عمر علی صاحب کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جو باوجود سماجی لحاظ سے ایک بڑے آدمی ہونے کے خاکسار جیسے طالب علم سے گھل مل کر باتیں کر لیتے تھے۔ وہ کبھی اپنے مخاطب کو کسی کمپلیکس میں مبتلا نہیں ہونے دیتے تھے۔ اور یہی حال سید عبدالہادی صاحب کا تھا کہ باوجود علمی فضیلت کے وہ ہمارے جیسے کم علموں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ۱۹۵۵ء کے بعد خاکسار کو سید عبدالہادی سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اکمل الحق اور نجم الحق سکھر میں رہائش پذیر ہو گئے۔ جبکہ سید عبدالہادی صاحب اور سید شمس الحق صاحب ربوہ میں رہے۔ چونکہ میرے والد صاحب بھی ربوہ میں آ گئے تھے اس لئے حکیم صاحب کبھی کبھی ہمارے والدین سے ملاقات کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ ربوہ میں بھی خاکسار نے دیکھا کہ حکیم صاحب اپنے کسی بچے پر بار نہ بنے۔ وہ بعض ادویات تیار کر کے اپنے دوستوں کو نہایت کم قیمت پر فروخت کر دیا کرتے تھے۔ نہایت درجے کے بڑھاپے میں بھی خاکسار نے ان کو نقل و حرکت کرتے دیکھا۔

سید عبدالہادی صاحب کا ماٹو تھا

SIMPLE LIVING AND HIGH THINKING.

اس کی اکثر وہ مجھے تلقین کیا کرتے تھے۔ اس کی تشریح وہ اس طرح کرتے تھے کہ غربت انسان کے لئے کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے۔ انسان کو خدا پر توکل کرنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی تمام حاجات پورا کرنے والا ہے۔ غربت میں سادگی اختیار کر کے، انسان اپنے نصب العین کے حصول میں مصروف رہے یعنی دینی اور اعلیٰ دنیاوی تعلیم کے حصول میں لگا رہے تو بالآخر انسان کامیاب ہو ہی جاتا ہے اگر وہ اپنی زندگی میں کامیاب نہ ہو تو اس کے بچے ضرور کامیاب ہو کر رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہم عصروں میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے غربت کا کبھی گلہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ صبر اور استقلال سے حالات کو برداشت کرنا چاہیے۔ اور حالات سے مانوس ہو جانا چاہیے۔ پھر کبھی انسان احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ وہ تعلیم نسواں کے بڑے حامی تھے اور کہا کرتے تھے اگر اعلیٰ تعلیم کے مواقع موجود ہوں تو عورتوں کو کبھی اعلیٰ تعلیم سے روکنا نہیں چاہیئے۔ تاکہ ہماری افرادی قوت جو بہت کم ہے مؤثر طریق سے اپنی جماعتی لائف میں زندگی کی روح پھونک سکے اور یہ مقصد عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور ان میں احمدیت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خاندان کے وفات یافتگان اکمل الحق سید شمس الحق، اور سید عبدالہادی پر جنت میں اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی روحوں کو سکون پہنچائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا خود ہی حامی و ناصر ہو۔

بقیہ: ص۳ سے آگے

سے توبہ کر لی اور عبادت الٰہی اور دعاؤں میں لذت پانے لگے۔ وہ کہتے ہیں

احمدیت نے مجھے نماز اور دعا کا پابند بنا دیا ہے۔

(الفضل ۱۰ جنوری ۸۷ء، عظیم زندگی ص۹۰)

لندن کے طاہر الیشون ہندوؤں سے احمدیت میں آئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے سگریٹ نوشی اور شراب خوری ترک کر کے باقاعدگی سے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ (الفضل یکم اپریل ۸۹ء)

امریکہ میں ملکی سطح کے ایک بہت ابھرتے ہوئے نمایاں موسیقار نے احمدیت قبول کی اور احمدیت قبول کرتے ہی میوزک کو ترک کر دیا اور اس ذریعے سے آنے والی دولت کو ٹھکرا دیا۔ باقاعدگی کے ساتھ نماز تہجد شروع کر دی اور درود شریف کو ورد زبان کر دیا۔ (خالد جنوری ۸۸ء)

ایک جرمن احمدی دوست کہتے ہیں کہ اگر ایک ہفتہ ایسا گزر جائے کہ اللہ کی راہ میں میری بدقسمت آنکھیں آنسو نہ بہائیں تو مجھے بڑی تکلیف پہنچتی ہے اور میں کہتا ہوں۔ خاک ہے ان آنکھوں پر جو اللہ کی راہ میں نمناک نہیں ہوتیں اور پھر میرا دل اس غم سے ایسا بھر جاتا ہے کہ عشق خدا ابل ابل کر میری آنکھوں سے برسنے لگتا ہے۔

(الفضل ۱۳، دسمبر ۸۳ء ص۱۳)

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ ایسی کیفیات کے متعلق فرماتے ہیں:

"اکثر ناہموار طبیعتیں صاف اور سیدھی سڑکوں کی طرح بنتی جاتی ہیں اور دلوں کے ویران اور سنسان جنگل وادیٔ کشمیر کی طرح گل و گلزار سے بھرتے جاتے ہیں ناقابلیت اور سستی کی مرض کم ہوتی جاتی ہے اور جو کچھ پہلے دنوں میں ان پر مشکل تھا اب وہ آسان ہوتا جاتا ہے"۔

(تریاق القلوب ص۱۰۲)

ہالینڈ کی احمدی خاتون عزیزہ والٹر مستجاب الدعوات خاتون تھیں۔ نمازوں کا التزام کرتیں۔ خدا کے گھر سے ساتھ انہیں ایسا لگاؤ تھا کہ فرماتی تھیں۔

یہاں آکر مجھے سکون قلب حاصل ہوتا ہے

(تاریخ احمدیت جلد ۲ ص۲۱۴)

ناروے میں نور احمد صاحب بولستاد نے ۱۶ سال کی عمر میں احمدیت قبول کی اور ان کی کایا پلٹ گئی۔ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی ان کا شعار بن گئی اور وہ آنریری مربی بن گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے میں تمام دینی احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ (خالد فروری ۸۸ء ص۲۷)

بدل ڈالا

سیرالیون کے احمدی الحاج پا سعیدو بنگورا نماز باجماعت کے علاوہ تہجد گزاری میں بھی ایک نمونہ تھے۔ باوجود گھر دور ہونے کے صبح کی نماز سے پہلے بیت الذکر میں سب سے پہلے پہنچ کر نماز کے لئے ایسی بلند اور سریلی ندا بلند کرتے کہ سارا علاقہ گونج اٹھتا تھا اور ان کا نام بلال احمدیت مشہور ہو گیا تھا۔ (یادیں ص۱۵)

انڈونیشیا کی اخلاقی کیفیت یورپ سے کچھ کم نہیں۔ چنانچہ انڈونیشیا میں ہفتہ کی رات پورا ملک عیش و عشرت میں ڈوبا ہوتا ہے اور انڈونیشیا کی زبان میں اسے 'لمبی رات'، یا عیش و عشرت کی رات کہا جاتا ہے مگر احمدیت نے احمدیوں کی اقدار اس طرح بدل دی ہیں کہ وہی رات احمدیوں میں 'تہجد کی رات'، کہلاتی ہے اور یہ گویا پورے انڈونیشیا کے احمدیوں میں محاورہ بن گیا ہے اور ہر مرکز نماز میں تہجد کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔

(الفضل ۲۵ جنوری ۸۹ء)

بقیہ: ص۴ سے آگے

خدمت مہیا کرتا رہے گا۔ اور ضرورت مند اور غریب لوگ یہاں سے مستفید ہوں گے۔ اس موقع پر انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ایسے کام خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی خدمات کو لوگوں کے گھروں تک لے جائیں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

بڑے متاثر ہوئے۔ بڑے شریف آدمی تھے۔ کسی سے دوائی لانے کو کہنے میں بھی حجاب محسوس ہوتا تھا۔

مولانا جلیل صاحب نے بتایا کہ جب لوگ ان سے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان کے احمدی ہونے کا ذکر کرتے تو بات کو ٹالنے کے لئے کہتے کہ چوہدری صاحب وکیل ہیں۔ اچھے وکیل ہیں۔ وکیل تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ غرض ان کا رویہ احمدیوں کے بارہ میں بہت نرم تھا۔

اس سے قبل بھی غیر از جماعت علماء سے پڑھنے کے لئے دلی میں مولانا جلیل صاحب نے کوشش کی تھی۔ آپ مرزا منور احمد صاحب سابق مربی امریکہ کے ہمراہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے پاس گئے۔ یہ کانگرسی خیالات کے تھے۔ ان سے جا کر ملے۔ بادام بطور تحفہ پیش کئے۔ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ٹیوشن فیس کے طور پر ہدیہ پیش کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ انہوں نے ہمارے احمدی ہونے کا سن کر عدم فرصت کی معذرت کر لی۔ اور بادام بھی نہ قبول کئے۔

راستے کے آداب کو ملحوظ رکھنا ہم سب کا فرض ہے

معاذ اینڈ کمپنی

سوسان روڈ۔ مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد

فون ۴۳۱۲۷

باتھ روم ٹائلز۔ سینیٹری ڈیلرز۔ سینیٹری فٹنگز۔ نیشنل ٹائلز نیز سٹائل ٹائلز برائے فرش و فینس کے لئے خدمت کا موقعہ دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطیہ برائے گندم

"گذشتہ کئی سالوں سے مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ ان مستحقین کی تعداد ہر سال کافی ہوتی ہے۔ اِس کارِ خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ اس کارِ خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات مد گندم کھاتہ نمبر ۱۷۷-۳/۵۵۰۴ معرفت افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم دارالضیافت ربوہ

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا۔ عزیزہ رضوان احمد ابن مکرم رشید احمد صاحب (کراچی) کا ۸ جولائی کو تالو کا اپریشن ہے۔ احباب اپریشن کی کامیابی اور ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا کریں۔

پتہ درکار ہے

محترمہ امۃ الرحمٰن نسیم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر مکرم قریشی منزل حسین صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کے موجودہ ایڈریس کی دفتر کو ضرورت ہے اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے موجودہ ایڈریس کی اطلاع دیں۔ یا ان کے کسی رشتہ دار یا عزیز کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

تبدیلی سائیکل

مورخہ ۲۴ جون ۹۱ء بروز سوموار خاکسار کی سائیکل مارکہ ایگل ۱۹۸۸ء گول بازار میں کسی دوسری سائیکل مارکہ سہراب ۱۹۸۹ء سے تبدیل ہو گئی ہے۔ جس دوست سے سائیکل تبدیل ہو گئی ہو وہ اپنی سائیکل لے جائیں اور میری سائیکل واپس دے دیں۔

خاکسار سید عبد اللہ ندیم
مربی سلسلہ (وکالت تبشیر)
۲۵/۱ فیکٹری ایریا (ربوہ)

اعلان گمشدگی

خاکسار کا پیکو کا سائیکل ۲۸ جون ۹۱ء بروز جمعہ ڈیوٹی کے بعد بیت الاقصیٰ میں رہ گیا تھا اگر کسی کو ملا ہو تو براہ مہربانی درج ذیل پتہ پر پہنچا دیں۔

ہارون الرشید زعیم حلقہ
مکان نمبر ۳۱/۵ دارالبرکات "ربوہ"

خوشخبری
لندن کا سفر

فضائی سفر کی تمام مشکلات کا حل انفرادی توجہ یا گروپ کی شکل میں تمام سہولتیں بہم پہنچائیں گے۔ دعویٰ نہیں کرتے! ہم نے پہلے بھی یہ خدمت انجام دی تھی اور آج بھی خدمت میں پیش پیش ہیں۔ تفصیلات اور بکنگ کے لئے لطیف الرحمٰن صاحب سے ۱۰ جولائی تک رابطہ کریں۔

رومی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۶، ۷ ہوٹل مڈ ایسٹ ڈاکٹر داؤد پوتا روڈ
کینٹ اسٹیشن کراچی ۷۵۵۳ - فون: ۵۱۵۱۶۱ - ۵۱۵۲۰۹ - ۵۲۱۳۷۷ - ۵۲۹۶۲۴

IATA
GOVT.
LICENCE NO. 1329

ملکی خبریں

○ لاہور اور شیخوپورہ میں دہشت گردی پھیلانے والے ۱۹ افراد کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے وزیر اعظم کی طرف سے پولیس کو دی گئی ۷۲ گھنٹے کی مہلت ختم ہو گئی ہے اور پولیس ملزموں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔ حکومت نے "الذوالفقار" کے تمام سزا یافتہ ارکان کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ وفاقی کابینہ کے اجلاس کے بعد اعلان کیا گیا ہے کہ دہشت گردوں ڈاکوؤں اور سماج دشمن عناصر کو سرعام پھانسی لگائی جائے گی۔ اس غرض کے لئے جلد آئین میں ترمیم کی جائے گی۔

○ محکمہ صحت پنجاب نے ڈیوٹی سے غیر حاضری کی بنا پر ۶۰ ڈاکٹروں کو معطل ۱۰۰ سے زائد کو چارج شیٹ کر دیا ہے۔

○ سکھر میں ۲ نجے دوپہر دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں ۴ افراد ہلاک اور آٹھ زخمی ہو گئے۔

○ نامعلوم تخریب کاروں نے علاقہ غیر سے ایک میزائل پھینک کر کوہاٹ کے علاقہ شینخاں میں فوجی اسلحہ کے ڈپو کو اڑانے کی کوشش کی مگر میزائیل نشانہ سے کچھ دور گرا جس سے ان کی کوشش ناکام ہو گئی۔

○ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم نے حالیہ انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہ کرتے ہوئے تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے۔

○ پنجاب کے نئے آئی جی پولیس نے مختلف اضلاع کے ۲۹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے فوری تبادلہ کے احکام جاری کئے ہیں۔

○ گوجرانوالہ کے قریب ایک گاؤں میں میاں بیوی پراسرار طور پر ہلاک ہو گئے بیوی کے گلے پر پھندے کے نشانات ہیں۔ بعض لوگ اسے چھوا گروپ کے بعد پھندا گروپ کی کارروائی قرار دے رہے ہیں۔

○ حکومت نے ملک میں ہر قسم کے اسلحہ کے لائسنسوں پر پابندی لگا دی ہے اور تمام لائسنس منسوخ کر کے اسلحہ واپس لینے کا حکم جاری کر دیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ یوگوسلاویہ میں کروشیا سے تعلق رکھنے والے سٹائپ میسسک کو نیا صدر منتخب کر لیا گیا ہے اور وفاقی حکومت نے سلووینیا اور کروشیا کی ریاستوں کے خلاف فوجی کارروائی بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔

○ الجزائر میں فوجی اپریشن کے بعد حزب اختلاف کے لیڈر عباس مدنی اور ان کے نائب کو گرفتار کر لیا گیا۔

○ بھارت کے صوبہ گجرات کے ایک شہر میں مسلم کش فسادات میں ۳ افراد ہلاک اور ۱۶ زخمی ہو گئے۔

○ لبنانی فوج نے سیدون شہر سمیت تمام چھاؤنیاں کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ فلسطینیوں نے فوجی چھاؤنیاں خود بخود خالی کر دی ہیں تاہم اپنے ہتھیار دینے سے انکار کر دیا ہے۔

○ "انڈیا ٹوڈے" کی ایک تجزیاتی رپورٹ کے مطابق راجیو گاندھی کے قتل کا حکم سری لنکا کے چھاپہ مار گروپ ایل ٹی ٹی ای کے لیڈر پربھاکرن نے پچھلے سال دسمبر میں جاری کیا تھا۔

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE اٹھراء کورس 90/-
تفصیلی لٹریچر مفت

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) ربوہ
فون: ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۲۱

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اول کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
۰ بے اولاد ۰ نرینہ اولاد سے محروم
۰ اٹھراء ۰ بچوں کا سوکھا پن
گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴/۷۶۴۹۷ ۰۴۳۱، ربوہ فون ۹۰۶-۰۴۵۲۴
لاہور - قلعہ کالر والہ - ملتان - کراچی